12778-مکاشفات

سوال

کیا اسلام کی رو سے کشف الہام کی کوئ حقیقت ہے ؟
صوفی ہر مرتبہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے پاس علم غیب ہے ، اوروہ اسے کشف الہام کا نام دیتے ہیں ، اور بعض اس کی دلیل میں عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ قول پیش کرتے ہیں جبکہ انہوں نے دوران خطبہ لشکر کو مخاطب کیا حالانکہ وہ لشکر میدان قتال میں تھا ، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کی وضاحت فرمائیں ۔

پسندیدہ جواب

اول :

آدمی کو جو کشف ہوتا ہے اس کی کئ ایک انواع ہیں ۔

ایک تو کشف نفسانی ہے جو کہ کافر اور مسلمان کے درمیان مشترک ہے ، اوراس میں کشف رحمانی بھی ہے جو کہ وحی اور شرع کے طریقے سے ہوتا ہے ، اوراس میں سے کچھ شیطانی ہے جو کہ جنوں کے ذریعے ہوتا ہے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ نفس کو بیداری یا نیند کی حالت میں کچھ نہ کچھ کشف ہوتا ہے جس کا سبب بدن کے ساتھ قلیل سا تعلق یا تو بطور ریاضت یا اس کے بغیر ہے ، اور یہی وہ کشف نفسانی ہے جو کشف کی انواع میں سے پہلی نوع ہے ۔

لیکن عقلی اور شرعی دلائل سے جنوں کا ثبوت ملتا ہے ، اور وہ جن لوگوں کو غائب اشیاء کی خبریں دیتے ہیں جیسا کہ بعض کاھنوں اور جن پر مرگی کے دوروں کا اثر یا پھر جنوں کا سایہ ہوتا ہے ، اوران کے علاوہ دوسروں پر بھی ۔ ۔

لیکن یہاں پر بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کا علم ہوجائے کہ ایسے امور کا وجود پایا جاتا ہے جو کہ اس عقل سے منفصل اور علاوہ ہے جیسا کہ جن جو کہ بہت سارے کاھنوں اور نجومیوں کو خبریں دیتے ہیں ، اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا علم بالضروۃ ہر اس شخص کو ہوتا ہے جو کہ اس سے متعلق رہا ہو یا پھر اس تک خبر پہنچنے پر اسے علم ہوتا ہے ، اور ہم نے بھی اسے کئ ایک دفعہ بالاضطرار جانا ہے ، تو یہ مکاشفہ اور غیب کی خبریں مکاشفہ غیر نفسانی ہے جو کہ مکاشفہ کی دوسری نوع بنتی ہے ۔

اور تیسری قسم یہ ہے کہ : جس کی خبر فرشتے دیتے ہیں اور یہ قسم سب سے اعلی ہے جس پر بہت سے عقلی اور سمعی دلائل موجود ہیں ، تو غیب شدہ اشیاء کی خبریں یا تو نفسانی اسباب اور یا پھر خبیث اور شیطانی اسباب اور غیر شیطانی اور یا پھر ملکی اسباب کی بنا پر ہوں گی ۔ الصفدیۃ (187-189) ۔

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کا بیان ہے :

کشف جزئی مومن اور کافر نیک اور فاجروں کے درمیان مشترک ہے، جیسا کہ کسی کے گھر میں جو کچھ یا جو اس کے ہاتھ میں یا جو اس کے کپڑوں کے نیچے یا پھر اس کی بیوی کا حمل مذکرو مؤنث بن جانے کے بعد اور جو کچھ دیکھنے والے سے دور رہنے والے کے حالات غائب ہیں وغیرہ کا اس کا کشف ہوتا ہے۔

تو یہ سب کچھ بعض اوقات تو شیطان کی طرف سے اور بعض اوقات نفس کی جانب سے ہوتا ہے، اور اسی لئے اس کا وقوع کفار سے بھی ہوتا ہے مثلا عیسائی اور اسی طرح آگ اور صلیب کے پجاری، اور اسی طرح ابن صیاد نے بھی جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چھپایا تھا اسے کشف کر دیا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ (تو کاہنوں اور نجومیوں کا بھائی ہے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کشف کو کاہنوں اور نجومیوں کا کشف ہی قرار دیا نہ کہ اس کی قدر کی۔

اور اسی طرح مسیلمۃ کذاب جو کہ بہت بڑا کافر ہونے کے باوجود اپنے پیرکاروں کا مکاشفہ کیا کرتا اور انہیں یہ بتایا کرتا تھا کہ انہوں نے اپنے گھر میں کیا کیا اور اپنے گھر والوں کو کیا کہا ہے، یہ سب کچھ اسے اس کا شیطان اسے بتایا کرتا تھا تا کہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

اور اسی طرح اسود عنسی اور حارث متنبی دمشقی جس نے عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں نبوت کا دعوی کیا اور اسی طرح کہ وہ لوگ جن کا اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور شمار نہیں کرسکتا، اور ہم اور دوسروں نے بھی ان میں سے ایک جماعت کو دیکھا، اور لوگوں نے بھی رھبانوں اور صلیب کے پجاریوں کے کشف کا مشاھدہ کیا ہے جو کہ ایک معروف بات ہے۔

اور کشف رحمانی یہ ہے، جس طرح کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ کہا کہ ان کی بیوی کو بچی حمل ہے، اور اسی طرح عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کشف جب کہ انہوں نے یا ساریۃ الجبل کہا تھا یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دھیان دو، تو یہ اللہ رحمن کے اولیاء کے کشف میں سے ہے۔ مدارج السالکین (3/227–228)

دوم:

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ جو واقعہ ہوا وہ ثابت اور صحیح ہے، نافع بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک لشکر پر ساریہ نامی شخص کو امیر بنایا، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک کہنے لگے "اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ" تو انہوں نے ایسا پایا کہ جمعہ کے دن اسی وقت ساریہ نے پہاڑ کی جانب حملہ کیا تھا حالانکہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما اور ساریہ کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت تھی۔

مسند احمد فضائل صحابہ (1/269) اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے سلسلہ الصحیحہ میں صحیح کہا ہے (1110)

تو یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما کی کرامت ہے یا تو الہام اور آواز کا پہنچا– یہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی رائے ہے– یا پھر کشف نفسانی اور آواز کا پہنچا– اس پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کلام آگے آئے گی– تو دونوں حالتوں میں بلاشک وشبہ یہ کرامت ہے۔

سوم:

اور جو کچھ صوفیوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ کشف رحمانی نہیں بلکہ یا تو وہ کشف نفسانی ہے جس میں کفار بھی شریک ہیں، اور یا پھر شیطانی ہے اور یہی شیطانی کشف زیادہ اور غالب ہے۔

بات یہ ہے کہ کشف رحمانی تو ان اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالی کی شریعت پر چلتے اور اس کی تعظیم کرتے ہیں، اور صوفیوں کا حال سب کے علم میں ہے کہ وہ اس طرح نہیں ہیں، اور جو کچھ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ واقع ہوا اگر اسے کشف کا نام دینا صحیح ہے تو وہ کشف رحمانی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ تعالی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما کے حادثہ کے متعلق کہتے ہیں:

اوراس میں توکوئی شک وشبہ نہیں کہ ندائے مذکوراللہ تعالی کی طرف سے عمر رضی اللہ تعالی کوالہام تھا، اوراس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ محدث ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے لشکر کی حالت کا کشف کیا گیا اورانہوں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا، تواس سے صوفیوں کا ان کے گمان کے مطابق اولیاء کے لئے کشف پراستدلال کرنا اوردلوں میں جو کچھ ہے اس پر اطلاع پانے پراستدلال کرنا باطل بلکہ ابطل ہے، یہ باطل کیوں نہ ہواس لئے کہ علم غیب اللہ تعالی کی صفات میں سے ہے اورسینہ کے بھیدوں پر بھی وہ اللہ تعالی ہی مطلع ہے ۔

مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیسے اس زعم باطل کا شکار ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالی کافرمان ہے :

.{وہ غیب کا جاننے والا ہے اوراپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس اس رسول کے جسے وہ پسند کرلے}. الجن (26–27)

توکیا ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ اولیاء اللہ تعالی کے رسول ہیں، حتی کہ یہ کہا جاسکے کہ اللہ تعالی کے مطلع کرنے پرانہیں علم غیب کی اطلاع ہوتی ہے ؟ اے اللہ تعالی تواس بہتان عظیم سے منزہ اوربلند ہے ۔ ۔ ۔

تو یہ قصہ ثابت اور صحیح ہے، اورایک ایسی کرامت ہے جس سے اللہ تعالی نے نواز کر عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی عزت سے نوازا، لیکن اس میں وہ چیز نہیں جس کا صوفی لوگ دعوی کرتے ہیں کہ علم غیب پراطلاع ہے بلکہ یہ تو (شرعی عرف کے اعتبار سے) ایک الہام ہے، یا پھر عصر حاظر میں (دل میں پیدا ہونے والا) جو کہ معصوم نہیں، بعض اوقات تو صحیح ہوسکتا ہے جیساکہ اس واقع میں ہے، اور بعض اوقات یہ غلط بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ انسان پر غالب اوقات میں ہوتا ہے ۔

تواس لئے یہ ضروری ہے کہ ہرولی شریعت اسلامیہ کی اپنے اقوال وافعال میں پیروی کرے، اوراس بات سے پرہیز کرے کہ وہ شریعت کے مخالف کوئی بھی کام نہ کرے کیونکہ اس مخالفت سے وہ اس ولایت سے خارج ہوجائے گا جس کی صفت اللہ تعالی نے اپنے اس فرمان میں بیان فرمائی ہے :

.{یادرکھو اللہ تعالی کے ولیوں پر نہ توکوئی اندیشہ ہے اورنہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز کرتے ہیں}. یونس (63)

اورکسی نے کتنا ہی اچھا کہا ہے کہ :

جب آپ یہ دیکھیں کہ کوئی شخص ہوامیں اڑرہا اور سمندر میں پانی پر چل رہا ہے اوروہ شریعت کی حدود کا خیال نہیں رکھتا تو بیشک وہ فریبی دھوکہ باز اور بدعتی ہے ۔ سلسلۃ احادیث صحیحۃ (3/ 102–103)

واللہ تعالی اعلم .